رہبر معظم حضرت آیت اللہ العظمی

خامنہ ای دامت برکاتہ نے فرمایا:

ہمارا عقیدہ ہے کہ معاشرے میں تنظیم سازی کے بغیر لمبے عرصے تک ایک پائیدار اور دیرپا وحدت وجود میں نہیں لائی جا سکتی ۔ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ یا قومیں شعارات کے سائے میں جمع اور متحد ہوتی ہیں یا مضبوط اور طاقتور قیادتوں کے گرد جمع ہوتی ہیں جیسا کہ ہم نے اپنے اسلامی انقلاب میں خود مشاہدہ کیا ہے ۔ لیکن وہ چیز جو طولانی مدت کیلئے معاشرے کے افراد کو مختلف اجتماعی گروہوں اور طبقات کو ایک دوسرے سے منسلک و متحد کرتی ہے، وہ ایک فکری و عملی ہم آہنگی اور ایک تنظیم ہے ۔ یہاں تنظیم کا وجود ناگزیر ہو جاتا ہے ۔ انسانیت کو آج تک حاصل ہونے والے تجربات اسی حقیقت کو بیان کرتے ہیں ۔

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

دعائے امام زمانہؑ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ

وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا

وَدَلِيْلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ اَرْضَكَ طَوْعًا وَ

تُمَتِّعَهُ فِيْهَا طَوِيْلًا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

تنظیم ایک عظیم درسگاہ

سال طبع: رجب ۱۴۳۴ھ مئی 2013ء
طبع: اوّل
تعداد:
قیمت:
ناشر: المھدیؑ پبلیکیشنز لاہور، پاکستان

برائے رابطہ:
المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان
5/A المصطفیٰ ہاؤس، مسلم ٹاؤن موڑ، وحدت روڈ، لاہور، پاکستان
فون:
ای میل:almahdi.isopak@gmail.com

مقدمہ

تنظیم ایک عظیم درسگاہ ہے، تنظیم معاشرے کی وحدت اور ارتقاء کا بہترین ذریعہ ہے، تنظیم انسان سازی اور معاشرہ سازی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اپنے حقوق کے دفاع اور استعمار و استکبار کے خلاف جدوجہد کرنے کا بہترین اور موثر وسیلہ ہے۔

تنظیم " نظم امرکم" کا بارزترین مصداق ہے جو کسی ملت کے امور کو نظم دینے کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران کی سرزمین پر جہاں " نظام ولایت " قائم ہے وہاں رہبر معظم آیۃ اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ، آیت اللہ شہید ڈاکٹر بہشتیؒ، شہید جواد باہنرؒ اور انقلاب کی دیگر عظیم شخصیات جو انقلاب کے اصلی ستون ہیں، امام خمینیؒ کی تائید سے ایران کی عظیم ملت کے امور کو نظم دینے کیلئے حزب جمہوری اسلامی کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسی طرح رہبر معظم کی سرپرستی میں آج بھی تنظیمیں کام کر رہی ہیں اور رہبر معظم ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔

لبنان کی سرزمین پر حزب اللہ کی بنیاد جو کہ امام خمینیؒ اور رہبر معظم کی سرپرستی میں رکھی گئی اور پاکستان میں امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن جس کے بارے میں رہبر معظم نے فرمایا کہ "اس تنظیم کے نوجوان میری آنکھوں کا نور ہیں اور میری اُمید ہیں"، ولایت فقیہ کے پرچم کے سائے میں اپنے انقلابی اور دینی امور کو آگے بڑھا رہی ہے۔

آج پاکستان میں اور خصوصاً ملت تشیع میں جو بیداری ہے، اس کا سرچشمہ یہی الٰہی تنظیم ہے، آئی ایس او اس ملت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک مادر تنظیم ہے۔

اس کتابچے میں شہید آیت اللہ بہشتیؒ کے افکار سے ماخوذ ابتدائی بحث دی گئی ہے اور رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ کی تنظیم کی اہمیت کے موضوع پر انتہائی اہم تقریر اور رہبر معظم اور امام خمینیؒ کے نظریات بیان کیے گئے ہیں تا کہ تنظیم کی اہمیت اور افادیت سے ملت کے نوجوان آگاہ ہوسکیں۔

والسلام

المہدیؑ ادارہ تربیت اسلامی، آئی ایس او پاکستان

تنظیم ایک عظیم درسگاہ

اہداف:

اسلامی نقطہ نظر سے تنظیم کا جواز کیا ہے؟

اسلامی تنظیم کے اہداف کیا ہونے چاہیے؟

امام خمینیؒ اور رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

کے تنظیم کے بارے میں نظریات کیا ہیں؟

تنظیم کی تعریف:

تنظیم ایک خاص اجتماعی نظام سے عبارت ہے کہ جس کی بنیاد پر ہم عقیدہ افراد مشخص اور معین اہداف تک رسائی کیلئے ایک دوسرے سے ہمکاری اور تعاون کرتے ہیں اس طرح سے کہ فیصلے کرتے ہیں اور انہیں اجراء اور عمل کے مراحل سے گزارتے ہیں۔

تنظیم کی ضرورت:

تنظیم کی ضرورت پر چند نکات مندرجہ ذیل ہیں:

الف: تنظیم نظمِ اجتماعی کا ذریعہ:

کائنات کی بقاء نظم پر استوار ہے، یہ نظم کائنات کے ذرّہ ذرّہ پر محیط ہے اور یہی نظم خدا کے وجود پر بھی دلیل ہے اور اجتماعی امور کی بقاء اور ارتقاء کیلئے بھی نظم ضروری ہے جس سے گریز ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام نے اپنی وصیت میں جہاں تقویٰ اور پرہیزگاری کی وصیت فرمائی اور ظالم کی مخالفت اور مظلوم کی نصرت کی بات کی وہاں اجتماعی امور میں نظم کی بھی بات کی ہے۔

کونا للظالم خصماً و للمظلوم عوناً او صیکما و جمیع ولدی و اهلی و من بلغه کتابی بتقوی اللہ و نظم امر کم۔ (نہج البلاغہ مکتوب ۴۸)

ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بن کر رہو، میں تم دونوں کو، اپنے تمام فرزندوں، اپنے رشتہ داروں اور جس تک یہ تحریر پہنچے کو وصیت کرتا ہوں کہ: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے امور کو منظم کرو۔

کیا تنظیم امیر المومنین علیہ السلام کے "و نظم امر کم" کا ایک مصداق نہیں ہے کیا اس میں کوئی تردید کر سکتا ہے؟ یقیناً یہ قابل تردید نہیں ہے۔

تنظیم کا ثمرہ یہ ہے کہ افراد میں امور کی تقسیم کی جائے، ان کے دائرہ کار اور مسئولیت کا دقیق تعین کیا جائے اور انہیں ایک خاص نظم میں رکھتے ہوئے ان کی مدیریت (Managment) کی جائے۔ اس طرح کا نظم اور ہماھنگی افراد کی اجتماعی جدوجہد کیلئے قوت اور طاقت کا باعث ہے۔

ب: تنظیم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ذریعہ

:اگر ہم ایک بڑا کام کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں منظم ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ایمانی، اعتقادی، دینی رابطہ اگر ایک تنظیم کی لڑی میں پرویا ہوا نہ ہو تو بڑے کام کے کسی چھوٹے سے ہدف تک تو پہنچا جاسکتا ہے لیکن مجموعی طور پر اس بڑے ہدف کی تحصیل ناممکن ہے۔

آیات و روایات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک بڑا اور بلند ہدف اور ایک شرعی فریضہ کہا گیا ہے اور تمام واجبات اور فرائض اسی فریضے کے پرتو میں انجام پاتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں تاکید کی گئی ہے کہ ایک جماعت کو اس فریضے کو ضرور انجام دینا چاہیے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران ۱۰۴)

اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کی دعوت دے اور بھلائی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اور حدیث میں ہے:

لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر اوليسلطنّ الله عليكم شراركم علىٰ خياركم، فيدعوا خياركم فلايستجاب لكم۔ (الحیاۃ)

تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام دو ورنہ تمہارے نیک لوگوں پر برے لوگ مسلط ہوجائیں گے اور پھر یہ نیک لوگ دعائیں کریں گے تو ان کی دعائیں پوری نہ ہونگی۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ فقط یہ نہیں ہے کہ ہم کسی بے نمازی کو نماز کا کہیں یا موسیقی سننے والے کو اس سے روکیں، یہ بھی اس فریضے کے مصادیق ہیں لیکن سب سے بڑا منکر وہ فرعونی اور یزیدی صفت حکمران ہیں جو برائیوں کا سرچشمہ ہیں جن کے خلاف جدوجہد اور قیام کرنا انبیاءؑ و آئمہؑ کا شیوہ رہا ہے (خود قیام امام حسینؑ کا مقصد امامؑ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بیان فرمایا ہے)

تو کیا ان منکرات اور بڑے فساد کا مقابلہ تنہا کیا جاسکتا ہے؟ یقیناً نہیں کیا جاسکتا، اس کیلئے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہے، لہٰذا تنظیم اسی اجتماعی جدوجہد کا ایک اہم وسیلہ ہے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: فان يد الله مع الجماعة (نہج البلاغہ) بے شک اللہ کا دست

قدرت اجتماع کے ساتھ ہے۔ چنانچہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ایک تنظیمی لڑی میں پروئے بغیر انجام نہیں پا سکتا۔

ج: متعہد اور کارآمد افراد کی شناسائی اور انہیں نظم دینا:

کوئی بھی معاشرہ مختلف صلاحیتوں کے حامل افراد پر مشتمل ہوتا ہے اور مختلف افراد کے ایمان، شعور اور معرفت اور اطاعت کے درجات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ جب ہم کوئی اجتماعی کام کرنے لگتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ افرادی قوت کی کمی ہے اور مطلوبہ افراد میسر نہیں ہیں اور بعض دفعہ افراد میسر ہوتے ہیں لیکن ان سے استفادے کیلئے کوئی پروگرام ترتیب نہیں دیا گیا ہوتا یا مسئولین میں اہلیت نہیں ہوتی کہ کیسے ان افراد کو کام میں لایا جائے۔

یہ تمام مسائل اس وجہ سے پیش آتے ہیں چونکہ ان میں تنظیمی رابطے کا فقدان ہے۔ تنظیم افراد کی شناسائی، ان کی اہلیت کو جاننے، ان کو پروگرام دینے اور کام میں لانے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔

اسلامی تنظیم کے بنیادی اہداف:۔

اسلامی تنظیم کا بنیادی ہدف دینی نقطہ نگاہ سے خودسازی اور معاشرہ سازی ہے اور انہی اہداف کی پاسداری اس کے اسلامی ہونے کا ضابطہ ہے کہ جس کی توضیح مندرجہ ذیل تین نکات میں بیان کی جاتی ہے:

الف: اقدار کی پاسداری:

اسلامی تنظیم کی ایک بنیادی ذمہ داری، اقدار (Values) کی حفاظت ہے۔ پس تنظیم کو اقدار کا محافظ ہونا چاہیے نہ اپنا۔ اسے چاہیے کہ اپنی ساری جدوجہد اسی راہ میں خرچ کرے۔ جب بھی تنظیم اقدار سے غفلت برتتے ہوئے اپنی حفاظت میں مشغول ہوجائے اور خدا پرستی چھوڑ کر خود پرستی میں مشغول ہوجائے تو یہ "طاغوت" بن جائے گی چونکہ اپنے اصلی اہداف سے غافل ہوچکی ہے پس ایسی تنظیم سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

ب: افراد کی تربیت اور تہذیب نفس:

تنظیم کو ہماری خودسازی اور تہذیب نفس کا ذریعہ ہونا چاہیے۔ اسلامی تنظیم وہ ہے جو افراد کی خدا تک رسائی (سیر الی اللہ) میں مددگار ہو۔ جب بھی تنظیم ہمیں خدا سے غافل کرکے خود اپنی سرگرمیوں میں مشغول کرلے تو ایسی تنظیم "لھو" ہوجائے گی جس کی ممانعت خود قرآن نے کی ہے۔ پس ایسی تنظیم سے

پرہیز کیا جانا چاہیے چونکہ یہ" یادِ خدا" میں حائل اور رکاوٹ ہے۔ اگر تنظیم اتنی محبوب ہو جائے کہ خدا کی جگہ لے لے تو اس تنظیم میں "لھویت" پیدا ہوگئی ہے اور "ینھی عن ذکر اللہ" (ذکر خدا سے روکنے والی) ہے لہٰذا ایسی تنظیم سے دوری اختیار کرنا ضروری ہے۔ ہماری تنظیم کے دفاتر کو عبادت گاہ اور خود سازی کے مراکز ہونا چاہئے۔

"حزب ما معبد ماست نہ معبود ما" ہماری تنظیم عبادت گاہ ہے نہ یہ کہ تنظیم ہمارا معبود ہے یعنی ہم تنظیم میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ خود اس تنظیم کو پوجتے ہیں"۔

ج: لوگوں کی مدد کرنا اور انہیں نفع پہنچانا:

تنظیم کی ایک بنیادی ذمہ داری لوگوں کی مدد، خدمت اور ان کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اگر تنظیم لوگوں کیلئے نفع بخش اور مفید نہ ہو اور لوگوں کے کسی کام نہ آئے تو ایسی تنظیم "لغو" ہے اور لغویات سے پرہیز کیا جانا چاہیے "**الذین ھم عن اللغو معرضون**" (مومنین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ لغو چیز سے پرہیز کرتے ہیں)۔

"**اقرب الناس الی اللہ یوم القیامۃ انفعھم للناس**" (الحیاۃ)۔ قیامت کے دن خداوند عالم کے نزدیک ترین فرد وہ ہوگا جو لوگوں کیلئے زیادہ نفع بخش ہو۔

"**سئل عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) من احب الناس الیٰ اللہ؟ قال: انفعھم للناس**" (**مستدرک الوسائل**)

رسول خدا صل اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: اللہ کے نزدیک محبوب ترین انسان کون ہے؟ حضرتؐ نے جواب دیا: جو لوگوں کیلئے زیادہ نفع بخش اور مفید ہو۔

اور جو چیز لوگوں کیلئے نفع بخش ہو وہ باقی رہنے والی۔ **وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ** (سورہ رعد۔ آیت ۱۷)۔ پس افراد کی ہدایت اور ان کی دنیوی واخروی حاجات کی تکمیل کیلئے کوشش کرنا دینی تنظیم کی ذمہ داری ہے۔ سیرت انبیاءؑ اور آئمہ علیھم السلام میں یہ بات بہت زیادہ مشہود ہے کہ ان بزرگواران کا شب و روز کے اوقات میں ایک بڑا حصہ خدمت خلق اور انسانیت کی فلاح و بہبود میں گزرتا تھا۔

روشِ کار کیا ہو؟:

جب کچھ ہم عقیدہ اور ہم فکر افراد کسی تنظیم میں جمع ہو جائیں تو سب سے پہلا مرحلہ ان کی تربیت اور تعلیم اور انہیں آئیڈیالوجی کی تفہیم کرنا ہے۔اس کیلئے مختلف موضوعات پر کلاس کا اہتمام، ورکشاپس اور دروس کا اہتمام ضروری ہے۔اسی طرح سیاسی اور اجتماعی حوالے سے ٹریننگ کی ضرورت ہے۔معنوی اوراخلاقی ماحول اسلامی تنظیم کی اساس ہے۔معرفت اور بصیرت اسلامی کارکن کیلئے ایک لازمی امر ہے ۔ورنہ وہ خود بھی منحرف ہوگا اور تنظیم کو بھی انحراف سے دوچار کرے گا۔

"مامن حرکة الا وانت محتاج فیها الیٰ المعرفة"۔کوئی بھی حرکت شروع کرنے کیلئے تم اس کی معرفت کے محتاج ہو۔

تنظیم کو چاہیے کہ کتابچوں، کتابوں، ماہناموں اور ہفت ناموں کے ذریعہ اپنی آئیڈیالوجی اور سیاسی مؤقف کو بیان کرے تاکہ ارکانِ تنظیم اور افرادِ معاشرہ کی آگاہی اور بصیرت میں اضافہ ہوسکے۔

العامل علیٰ غیر بصیرة کالسّائر علی غیر الطریق لا یزیدها سرعة السیر الا بعداً۔

جو بغیر بصیرت کے عمل انجام دیتا ہے وہ غلط راستے پر چل پڑتا ہے لہٰذا اس کی سرعتِ رفتار اسے ہر قدم اس کی منزل سے دور ہی کر رہی ہوتی ہے۔

(مندرجہ بالا مطالب شہید آیت اللہ ڈاکٹر بہشتیؒ کے افکار سے ماخوذ ہیں)

تنظیم ایک عظیم درسگاہ

رہبر معظم آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ
کی تنظیم کے بارے میں ایک اہم تقریر

(رہبر معظم آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ نے یہ گفتگو ۲۵۔۵۔۱۳۶۳ (۱۹۸۳ء) میں حزب جمہوری اسلامی کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے تہران سے اس حزب کے ممبران اور عہدیداروں کے اجلاس میں پیش کی تھی، جو حزب موتلفہ اسلامی (islamic confedration party) کی طرف سے ان کے مجلہ ماہانہ ''ذکر'' کے ۶۳ ویں شمارے، ماہ ''دی ۱۳۹۰'' میں چھپی ہے۔)

میں یہاں تشریف لانے والے عزیز برادران اور خواہران کو خوش آمدید کہتا ہوں، یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ کچھ مسائل پر آپس میں تبادلہ خیال کرسکیں۔ اسی طرح آپ برادران اور خواہران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ان نشستوں میں منظم انداز سے شرکت کی، یہ بہت ہی خوش آئند بات ہے۔

تنظیم کی اقسام اور ذمہ داریاں:

حزب جمہوری اسلامی جیسی ایک سیاسی اور فکری تنظیم کی آج ہمارے دور میں دو اہم ذمہ داریاں ہیں، ایک لائق افراد کو فکری اور عملی طور پر منظم کرنا دوسرے اس تنظیم کو آئیڈیل کے طور پر پیش کرنا۔ ان

میں سے پہلی ذمہ داری وہ ہے جس کی دنیا کی تمام فکری اور سیاسی جماعتیں قائل ہیں، یعنی لائق افراد کو ذہنی (فکری) اور عملی طور پر منظم کرنا۔ اب اس لیاقت سے کیا مراد ہے؟ گو کہ تنظیموں کے درمیان طرز تفکر میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود ہر جماعت، حزب اور تنظیم ایسے افراد کو جو اس کے اہداف و مقاصد کے لحاظ سے لائق اور مناسب ہوں تلاش کر کے ایک خاص نظم و ترتیب سے انہیں منظم کرتی ہے، پھر ان کے درمیان وہ کام انجام دیئے جاتے ہیں جو آپس کی فکری ہم آہنگی اور اتحاد کا مقدمہ بنتے ہیں، اور یہ **بات بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک کچھ لوگ فکری لحاظ سے آپس میں ہم آہنگ نہ ہوں وہ عملی لحاظ سے بھی ہم آہنگ نہیں ہو سکتے۔**

یہ دنیا کی تمام جماعتوں اور تنظیموں کی فعالیت کا محور ہے، گو کہ تنظیموں کے اہداف و مقاصد مختلف ہوتے ہیں، بعض تنظیمیں اپنے سیاسی افکار کی ترویج و اشاعت کیلیئے یہ کام انجام دیتی ہیں اور اسے اپنی ایک ذمہ داری سمجھتی ہیں، بعض تنظیمیں اپنے فکری مقاصد کی خاطر تو کچھ ایسی تنظیمیں بھی ہیں جو طاقت کے بل بوتے پر حکومت کے حصول کے لیئے تنظیم سازی کرتی ہیں۔ جبکہ بعض تنظیموں کی مختلف افکار اور گوناگوں قسم کی سیاسی جدوجہد کے لحاظ سے، تقسیم بندیاں کی جاتی ہیں، غرض یہ کہ اہداف مختلف ہیں۔ لیکن دنیا بھر کی یہ تنظیمیں اپنے مورد نظر اور مطلوبہ افراد کے درمیان ایک فکری ہم آہنگی اور اس کے سائے میں ایک عملی ہم آہنگی کو وجود میں لانا اپنی ذمہ داری سمجھتی ہیں۔ یہی ہدف آپ کا بھی ہے اور حزب جمہوری اسلامی کا بھی۔

ایک اسلامی تنظیم کی پہلی ذمہ داری:

لہذا حزب جمہوری اسلامی کی یہ ذمہ داری ہے کہ افراد کے درمیان اسلام کے فکری نظام پر عمل درآمد کرانے کیلیئے ایک فکری ہم آہنگی پیدا کرے تا کہ اس ہم آہنگی و اتحاد سے معاشرے اور اسلامی انقلاب کو ارتقاء بخشنے کی رفتار کو تیز کرنے نیز انقلابی مقاصد کے حصول کیلیئے استعمال کیا جاسکے۔ تنظیم ہمیں اس مقصد کے لیئے چاہیے۔

اگر دوسرے افراد دنیا کے گوشہ و کنار میں اور خود ہمارے ملک میں بھی مختلف سیاسی مقاصد رکھنے والی سیاسی جماعتوں اور تنظیموں میں اس لیئے شامل ہوتے ہیں کہ وہ انتخابات میں کامیابی حاصل کرلیں،

اقتدار میں آ جائیں اور نظام حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لیں، تو ہم یہ واضح کرنا چاہتے کہ ہماری ایسی سوچ نہیں ہے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاشرے کے افراد کی فکر کو اسلامی تعلیمات وافکار کی گہرائی نیز سیاسی حالات کے ادراک اور تجزیہ و تحلیل کے شعور کو مناسب اور اس گہرائی تک لے جائیں کہ معاشرے کے افراد سیاسی اور فکری حالات و واقعات کی شناخت کے لحاظ سے ہم فکر ہو جائیں، اور ایک طولانی مدت کیلئے ہم آہنگ اجتماعی حرکت کو جاری رکھ سکیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں پہلے اپنے آپ میں ایک فکری اور عملی ہم آہنگی پیدا کرنی چاہیے، یہی ہماری تنظیم سازی کی دو ذمہ داریوں میں سے ایک ہے، اس پر ذرا اچھی طرح غور کریں۔

تنظیمی رکن سازی:

برادران اور خواہران، جب ہم کہتے ہیں کہ معاشرے کے افراد کو منظم کیا جانا چاہیے تو اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ معاشرے کے تمام افراد ہماری تنظیم یا جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ہم نہ تو ایسی کسی چیز پر اصرار کرتے ہیں اور نہ ہی ہمارا ایسا کوئی دعویٰ ہے اور نہ ہی ہماری نظر میں اس کی کوئی ضرورت ہے۔ بنا برایں سب سے پہلی چیز جس کی ہم نفی کرتے ہیں وہ یہی کہ حزب جمہوری اسلامی اپنی تنظیم سازی اور تشکیل کیلئے معاشرے کے تمام لوگوں کو اپنا عضو بنانا چاہتی ہے، ہم اسکی نفی کرتے ہیں، نہ ابتداء میں ہم اس فکر میں تھے نہ ہی اب ہیں۔ بلکہ سرے سے ایسی تنظیم سازی عملی طور پر ممکن ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے مطلوبہ نتائج برآمد ہونگے۔

تنظیم کا معاشرے سے رابطہ:

دوسری چیز جس کی ہم نفی کرتے ہیں وہ یہ کہ لوگوں میں سے کچھ افراد کو تنظیم سازی کے نام پر ان کے گرد ایک حصار کھینچ کر انہیں معاشرے کے دوسرے لوگوں سے علیحدہ کر دیں۔ اس کی ہم سختی سے تردید کرتے ہیں۔ جو لوگ ابتداء سے اس حزب کے مخالف تھے، بلکہ تنظیموں کے ہی مخالف تھے وہ یہی پراپیگنڈا کرتے ہیں کہ تنظیم یعنی معاشرے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، لیکن اس بارے

میں پہلے تفصیلی گفتگو کی تھی، اور ثابت کیا تھا کہ ''تحزّب اور وحدت'' (تنظیم اور اتحاد) آپس میں سازگار ہیں دوسر، جو کتابچہ کی صورت میں شائع بھی ہوا تھا اور اس پر کافی بحث ومباحثہ بھی کیا گیا تھا۔ تنظیم کبھی بھی تنظیمی افراد اور دوسروں کے درمیان دیوار نہیں کھینچتی اور نہ ہی دوری پیدا کرتی ہے۔ جیسے ایک کلاس کے شاگرد ایک کلاس میں جمع ہونے ایک سبق پڑھنے ایک استاد سے کسب علم کرنے اور ایک کتاب کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے کلاس سے باہر یا دوسری کلاسوں میں موجود شاگردوں کے درمیان جدائی اور دوری کا سبب نہیں بنتے۔ صحیح ہے کہ ایک کلاس کے شاگردوں کا آپس میں اتحاد ہو جاتا ہے لیکن یہ اتحاد دوسری کلاسوں میں یا باہر موجود لوگوں کے درمیان تعارض یا مخالفت کا باعث نہیں بنتا۔ یہ تو ممکن ہے کہ ایک بچہ کسی دوسرے بچے سے آشنا نہ ہو، لیکن ایک کلاس میں جانے، ایک چاردیواری کے اندر ایک چھت کے نیچے تیس یا چالیس طالب علموں کے ایک ساتھ بیٹھنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ دوسروں سے جدا ہیں، تنظیم بھی بالکل ایسی ہی ہے۔

تنظیم ایک عظیم درسگاہ:

تنظیم ایک بہت بڑی کلاس اور وسیع وعریض درسگاہ ہے۔ تنظیم یعنی اپنے معاشرے کو صحیح اسلامی نظریات اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرانا ہے۔ جو لوگ تنظیم کا حصہ بنتے ہیں وہ اسی لیئے شمولیت اختیار کرتے ہیں کہ اس سے مکمل فائدہ حاصل کرسکیں، فکری اور عملی طور پر منظم ہوں۔ ایک تنظیمی نظام اسی لیئے ہوتا ہے تاکہ اس کے اراکین جہاں کہیں بھی ہوں حقیقی اسلامی اور سیاسی فکر سے آگاہ ہوسکیں۔ یہ ڈویژن، مختلف شعبہ جات، ملک بھر میں پھیلے یونٹ اور دیگر مراکز اسی لیئے ہیں تاکہ صحیح عقائد اور سیاسی فکر پر مبنی جو کتابچے وغیرہ بنائے جاتے ہیں انہیں ملک کے کونے کونے تک آٹھ، دس یا پندرہ، پندرہ افراد کے گروہوں (یونٹس) میں صحیح وسالم پہنچایا جائے اور وہ مل بیٹھ کر اس کا مطالعہ کریں، آپس میں بحث کریں اور سیکھیں۔

ایک تنظیم اپنے اراکین کے درمیان دوسری دلچسپیوں سے بڑھ کر آپس میں باہمی ہم فکری اور وابستگی کو جنم دیتی ہے، لیکن ان کے اور دوسرے تمام افراد کے درمیان ہرگز جدائی اور دوری نہیں ڈالتی۔

تنظیم کب ضرورت اختیار کر جاتی ہے؟

اس کے ساتھ ہی ہم ایک اور بات کا بھی شدت سے انکار کرتے ہیں وہ یہ کہ تنظیم کے بغیر معاشرے میں ایک مضبوط اور پائیدار اتحاد کو دراز مدت کے لیئے قائم کیا جا سکتا ہے۔ **ہمارا عقیدہ ہے کہ معاشرے میں تنظیم سازی کے بغیر لمبے عرصے تک ایک پائیدار اور دیرپا وحدت وجود میں نہیں لائی جا سکتی۔** یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ یا قومیں شعارات کے سائے میں جمع اور متحد ہوتی ہیں یا مضبوط اور طاقتور قیادتوں کے گرد جمع ہوتی ہیں جیسا کہ ہم نے اپنے اسلامی انقلاب میں خود مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن وہ چیز جو طولانی مدت کیلئے معاشرے کے افراد کو مختلف اجتماعی گروہوں اور طبقات کو ایک دوسرے سے منسلک و متحد کرتی ہے، وہ ایک فکری و عملی ہم آہنگی اور ایک تنظیم ہے۔ یہاں تنظیم کا وجود ناگزیر ہو جاتا ہے۔ انسانیت کو آج تک حاصل ہونے والے تجربات اسی حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔

کب تنظیم کی افادیت ختم ہو جاتی ہے؟

جی ہاں، جس دن دینی افکار و نظریات اور اسلامی سوچ معاشرے کے تمام افراد تک سنجیدگی اور احتیاط کے ساتھ پہنچا دی گئی تو اس وقت ہمیں تنظیم کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس وقت پورا معاشرہ خود ایک تنظیم بن جائے گا جس کی باگ ڈور اس کے اپنے سیاسی اور اسلامی رہبروں کے ہاتھ میں ہو گی۔ اس مرحلے تک پہنچنے میں ابھی کافی وقت درکار ہے۔

تنظیم کی اہمیت:

بنابریں تنظیم اور سیاسی تنظیم سازی معاشرے کے اتحاد و اتفاق کی ضامن ہے۔ اسی وجہ سے ہم تنظیم کے وجود پر اصرار کرتے ہیں اور اس بات کے معتقد ہیں کہ وہ لوگ جو تنظیم کی مخالفت کرتے ہیں وہ دو حالتوں سے باہر نہیں ہیں، یا وہ غافل اور بے توجہ ہیں، یا مغرض اور مفاد پرست ہیں۔

ممکن ہے کہ فلاں گروہ فلاں ادارہ یا جماعت و تنظیم مثالی اور آئیڈیل نہ ہو تو یہ ایک فطری سی بات ہے اور اس میں بحث کی ضرورت بھی نہیں ہے ممکن ہے کہ کوئی کسی شخصیت کا مخالف ہو اور کوئی اس کا حامی اس میں بھی کوئی برائی نہیں ہے، اسی طرح اس بات میں بھی کوئی برائی نہیں کہ کوئی کسی تنظیم کا حمایتی

ہے تو ممکن ہے کوئی دوسرا اس کا مخالف ہو کیونکہ معاشرے میں اختلاف نظر کا ہونا کوئی بری بات نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی تنظیم کے وجود کا سرے سے ہی انکار کرے تو یا اسے اس بات کی جانب توجہ نہیں ہے کہ معاشرے اور لوگوں کیلئے تنظیمی وجود اور اس کے ذریعہ ہونے والی تربیت کے کیا فوائد ہیں یا پھر، خدا نہ کرے، وہ مغرض ہے اور کسی خاص ہدف کے تحت یہ باتیں کرتا ہے۔

پہلی ذمہ داری کی ادائیگی کا طریقہ کار:

یہاں ایک بار پھر اس نکتے کی جانب اشارہ ضروری ہے کہ حزب جمہوری اسلامی کی دو ذمہ داریوں میں سے ایک یہی ہے کہ اپنے اندر حقیقی معنوں میں نظم اور ہم آہنگی پیدا کرے۔ البتہ تنظیم کے مسئول کو بھی چاہیے کہ وہ اعتقادی، سیاسی اور اقتصادی شعبوں کو فعال کرے جو نہ صرف معاشرے کے افراد کے اذہان کو فکری غذا فراہم کرتے ہیں بلکہ تنظیم کے تمام اراکین کے اذہان کو بھی۔

ہمیں ان شعبوں کو اس طرح فعال کرنا چاہیے جیسا ان کا حق ہے یعنی پوری تنظیم میں مرکزی عہدے سے لے کر یونٹ تک سب کی یہ ذمہ داری ہے۔ تمام مختلف شعبوں سے وابستہ اراکین پر بھی پابندی اور حفاظت کی ذمہ داری بنتی ہے، میٹنگوں میں بروقت حاضری کو اہمیت دینا، تنظیم کی طرف سے مہیا کیے گئے مواد کا مطالعہ کرنا، اراکین کا آپس میں صحیح اور ہدف مند بحث کی انجام دہی کو رواج دینا اور پھر ان تصورات اور افکار کو معاشرے کے دوسرے افراد میں ان کی ملازمت، زندگی اور خاندان میں منتقل کرنا، یہی امور نظام اور تنظیم کو استحکام کا باعث بنتے ہیں۔ اہم ترین کام یہی ہیں۔

اسلامی تنظیم کی دوسری ذمہ داری:

اس کے علاوہ حزب جمہوری اسلامی کی ایک اور ذمہ داری بھی ہے جو دوسری جماعتوں میں نہیں ہے۔ پوری دنیا میں تو نہیں ہے خود ہمارے ملک میں بھی شاید کہہ سکتے ہیں کہ واقعا دوسری تنظیموں، جماعتوں اور گروہوں میں بھی اس ذمہ داری کا احساس موجود نہیں ہے، اور وہ ہے ایک اسلامی اور الٰہی تنظیم کا آئیڈیل پیش کرنا۔

ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے لوگوں کو اسلامی جماعتوں کا ماضی میں ایک لمبے عرصہ مشروطیت

(Constitutionalism) سے پہلے سے لے کر آج تک نہ تو کوئی تجربہ ہے اور نہ ہی کبھی سابقہ پڑا ہے۔ پہلے تو سرے سے تنظیم بندی کی اس رائج ثقافت کا تصور ہی نہ تھا، اور جب سے سیاسی جماعتیں اور سیاسی تنظیمیں ایران میں روشناس ہوئی ہیں اور جماعتی ثقافت نے آجکل جو شکل اختیار کر لی ہے، ہمارے لوگوں نے کبھی بھی ایک اسلامی سیاسی جماعت نہیں دیکھی تھی۔ البتہ اسلامی معاشروں میں جماعت بندی موجود تھی، ایسا نہیں ہے کہ اسکا وجود ہی نہ تھا۔ **ہمارا اپنا اعتقاد یہ ہے کہ تشیع آغاز اسلام سے ہی ایک جماعت اور تنظیم تھی**، اس بارے میں ہم نے طاغوت کے گھٹن آلود دور میں آئمہ طاہرین علیھم السلام کی زندگی پر گفتگو کے دوران تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ ولایت جو کہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے اور اس لفظ کا ذکر قرآن میں بھی انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے، "مالکم من ولاتھم من شيء حتی یھاجروا"، یہ وہی سماجی تعلق ہے جس کی آج ایک بڑی شکل اور معاشرے میں مدغم صورت ایک سیاسی جماعت اور تنظیم ہے۔

اتفاق سے یہ بھی میں تفصیل سے گذشتہ مباحث میں واضح کر چکا ہوں کہ ولایت درحقیقت اسلامی تنظیم ہی ہے اور پوری تاریخ اسلام میں جہاں جہاں ظالم حکمران اور طاغوت کا راج رہا ہے وہاں مخفی اور زیرزمین (انڈرگراونڈ) ادارے اور تنظیمیں فعال رہتیں جو چھپ چھپا کر ان ظالم حکمرانوں کے خلاف مزاحمتی جدوجہد کرتی تھیں، جبکہ دور حاضر کی تنظیمیں اور جماعتیں ایسی نہیں ہیں۔ سابقہ ادوار کی جماعتیں موجودہ دنیا میں رائج جماعت یا تنظیم کے مقابلے میں صرف ایک ناقص وجود شمار کی جاتی ہیں۔ ماضی میں جب سے جماعت بندی ایران میں شروع ہوئی ہے اکثر جماعتیں اور تنظیمیں دینی نہیں تھیں یعنی اسلام مخالف تھیں، یا اگر ان میں کوئی دینی تھیں بھی تو ان کی بنیاد صحیح فقہی اور اسلامی نہیں تھی، یا ان میں سے کچھ اسلامی تو تھیں مگر لوگوں میں اچھی طرح قدم نہیں جما پائیں اور معاشرے میں انہیں کوئی بھی دینی جماعت یا تنظیم کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا یا پھر ان کی قیادت غیر معروف تھی، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ کئی دہائیوں میں لوگوں کے سامنے جو جماعتیں مشہور ہوئیں وہ غیر اسلامی عقاید کی حامل تھیں۔ ایسی کوئی تنظیم جو قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر صحیح اسلامی نظریات کیساتھ، قرآنی اور دینی تعلیمات کے جاننے والے اور ماہر افراد کے ذریعے سے بنائی گئی ہو اور معاشرے میں روشناس کرائی گئی ہو یا لوگوں کو اس کے بارے میں بتایا گیا ہو، کا کوئی معقول انتظام نہیں کیا گیا۔

حزب جمہوری اسلامی کی تشکیل کا تاریخچہ :

اس تجربے کا آغاز انقلاب اسلامی کے بعد حزب جمہوری اسلامی کی تشکیل اور پھیلنے سے ہوا، خود ہمارے ذہن میں بھی نہیں تھا اس قسم کی جماعت بندیوں اور تنظیموں کے ہوتے ہوئے لوگ حزب جمہوری کا اتنا شاندار استقبال کریں گے۔ اس میں حرج نہیں آپ بھی سن لیں، جب ہم اس حزب کا منشور لکھ رہے تھے تو ہم نے طے یہ کیا تھا کہ اس کا پہلا عمومی اجلاس تب بلائیں گے جب اس کے اعضاء کی تعداد 313 تک ہو جائے گی۔ یعنی اصحاب بدر و اصحاب طالوت جتنی۔ یہ ہم اس وقت سوچ رہے تھے جب دو تین دن بعد ہم نے اس حزب کی تاسیس کا اعلان کرنا تھا، اور ہمارے خیال میں اعلان کے بعد ایک آدھ بندہ آئے گا رکنیت کیلئے، پھر دو، تین اور آئیں گے، پھر کچھ اور اضافہ ہوں گے۔ یوں دو تین ماہ تک 313 ارکان پورے ہو ہی جائیں گے۔ اسی تعداد کو ہم نے حزب کے آئین میں بھی لکھا تھا یعنی 300 اراکین، 313 اس لئے نہیں لکھا کہ لوگ یوں نہ کہیں کہ یہ اپنے آپ کو اصحاب بدر کے درجے کا سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا 300 لکھا گیا، لیکن ہمارے دل میں وہی 313 کا عدد ہی تھا۔ اب جس دن اس حزب کا اعلان کیا گیا تو ظہر تک تقریباً کئی ہزار افراد عضو بن گئے، اور اگلے چند دنوں میں اسی ہزار لوگوں نے اپنا نام لکھوا دیا تھا اور عملاً عمومی اجلاس بلانا ہی ہمارے لیئے محال ہو گیا۔ اور دو تین سال تک ہم عمومی اجلاس ہی نہ بلوا سکے۔ البتہ الحمد اللہ پچھلے سال (۱۹۸۲ء) توفیق حاصل ہوئی اور یہ اجلاس برگزار کیا گیا۔ جس طرح کے خیالات جماعتوں اور تنظیموں کے بارے میں اس ملک کے لوگوں کے افکار پر حاکم تھے، ہمیں امید نہیں تھی کہ ہماری جماعت یہاں پاؤں جما پائے گی۔ اس وجہ سے کچھ متدین لوگ جو عرصے سے اسلام، قرآن اور اسلامی افکار پر کام کر رہے تھے اس حزب کی عضویت سے پہلے امامؒ کے پاس گئے اور ان سے باقاعدہ اجازت لی تاکہ اس حزب کے رکن بنیں۔ باوجود اس کے کہ انہیں ہم پر اعتماد تھا، ہمیں جانتے تھے، پھر بھی کیونکہ جماعت بندی اور تنظیم سازی سیاسی کام تھا جب تک امامؒ سے پوچھ نہ لیا اور جب امامؒ نے انہیں کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور بے شک اس کے رکن بنیں، تب تک انہوں نے عضویت اختیار نہ کی۔

ایسے حالات تھے اور ہماری جماعت پہلی بار جماعت بندی سے متعلق ایک لمبے عرصے کی بد اعتمادی بدبینی اور بے اعتنائی کی فضاء کے ہوتے ہوئے وجود میں آئی۔ اس کی قیادت میں بھی وہ افراد

تھے جنہیں لوگ تقریباً جانتے تھے۔ ہر علاقے میں کچھ افراد انہیں پہچانتے تھے اور اگر زیادہ مشہور نہ بھی تھے تو کم از کم ایسے تھے کہ لوگ ذرا سی کوشش سے ان کی زندگی کے بارے میں آگاہی حاصل کر لیتے اور کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کا ماضی خراب ہوتا، لہٰذا لوگوں نے قیادت پر اطمینان کا اظہار کیا اور جب امامؒ نے بھی حمایت کی تو حزب نے پوری قوت سے اپنے آئین اور منشور کے تحت اپنے اسلامی اور منطقی اہداف کیلئے کام کرنا شروع کر دیا اور کچھ ہی مدت میں اس کا اتنا استقبال ہوا کہ شاید دو میلین (20 لاکھ) سے زیادہ عضویت کی درخواستیں آ گئیں۔ اب ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس طرح ان کی تنظیم سازی کی جائے، کیونکہ اس قسم کا ہمیں تجربہ ہی نہ تھا کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ 20، 30 لاکھ افراد کو کس طرح منظم کریں گے۔ یہ تجربہ بالکل نیا تجربہ تھا۔ ایک اسلامی تنظیم سازی کا یہ تجربہ آج ان تمام لوگوں کیلئے اور ان کے لئے جو آئندہ آئیں گے اور تمام اسلامی دنیا کے ان افراد کیلئے جو اس ملک اور انقلاب کا مطالعہ کر رہے ہیں اور بڑی توجہ سے مشاہدہ کر رہے ہیں سب کیلئے ایک نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی اخلاق اور اسلامی اصول وقوانین کی مکمل اور بے چوں و چرا پابندی و اطاعت ایک اسلامی تنظیم کی اضافی ذمہ داری ہے جو شاید دوسری تنظیموں میں نہیں پائی جاتی یا اگر اپنی ذمہ داری سمجھتی بھی ہیں تو اس شدت سے عمل نہیں کرتیں۔

ہمارا شروع سے یہ دعویٰ ہے کہ تنظیم شہرت کی ہوس مٹانے کے لیئے نہیں، طاقت کے حصول کا ذریعہ نہیں، مقام ومنصب کے حصول کی سیڑھی نہیں ہے۔ سماجی حیثیت اور مرتبے کو حاصل کرنے کا وسیلہ نہیں ہے، اس کی دلیل بھی یہی ہے کہ اس کے اہم ترین شخص یعنی شہید آیت اللہ بہشتی رضوان اللہ علیہ نے حزب جمہوری کی بنیاد پر نہ فقط سماجی حیثیت پیدا نہیں کی بلکہ اسکی وجہ سے دشمنوں کے بدترین حملوں کا نشانہ بنے اور آپ سب کو معلوم ہی ہے کہ مرحوم ڈاکٹر بہشتی کے ساتھ کیا کچھ ہوا تھا اور بے پناہ خصوصیات کے علاوہ کہ جن کی بدولت بدخواہوں کے حملوں کا ٹارگٹ بنے ایک وجہ ان حملوں کی یہی حزب تھی جس کے وہ رکن تھے اگر اس میں نہ ہوتے تو شاید ان پر اس قدر حملے نہ کیئے جاتے۔

تنظیم ایک وسیلہ:

پہلے سے ہم یہ اعلان کر چکے ہیں کہ تنظیم انقلاب کے اہداف کی خدمت کے لیئے ایک وسیلہ اور

آلہ ہے۔ایک وسیلہ انقلاب کے وعدوں تک پہنچنے میں آسانی کی خاطر، کئی بار کہہ چکے ہیں کہ اگر ہماری تنظیم نے ایک دن خدانخواستہ انقلاب اسلامی کے راستے سے معمولی سا بھی انحراف کیا تو ہم خود سب سے پہلے اس کا مواخذہ کریں گے۔ایک ایسی تنظیم کے وجود کا انقلاب کی خدمت اور انقلاب کے اہداف کے سوا کوئی فلسفہ ہی نہیں اور نہ ہی اس کے وجود کی کوئی دلیل ہے۔

اسلامی تنظیم کے اندرونی روابط:

ایک تنظیم جو ان خصوصیات کی حامل ہو، اس کے اندرونی تعلقات اور رابطوں کو سو فیصد سیاسی اخلاقیات پر مبنی ہونا چاہیے۔اگر ایسا نہ ہو تو ہم نے اپنی تنظیم کا حق ادا نہیں کیا اور اس سے وفا نہیں کی، مثلا تنظیمی برادران اور خواہران کو ایک دوسرے کی غیبت سے پرہیز کرنا چاہیے، ایک دوسرے کے بدخواہ نہ بنیں، خواہ وہ انسان برا ہی کیوں نہ ہو، کسی اچھے انسان کے لیئے تو ویسے ہی کوئی برائی کا نہیں سوچتا۔جس کے بارے میں جب کوئی یہ فرض کر لیتا ہے کہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے تو اس سے بددل ہو کر اسکی بدخواہی پر اتر آتا ہے، آپ یوں بھی نہ کریں۔

(توجہ رہے کہ تنظیم کے ان افراد کے بارے میں کہ جن کے برے ہونے سے اجتماعی برائی اور تنظیم کے برے ہونے کا خطرہ لاحق ہو تو یہاں اصول تبدیل ہو جائے گا)

اسلامی طرز فکر یہ نہیں ہے کہ انسان تمام بندگان خدا کے لیئے بلا استثناء خوش دلی، محبت اس کی ہدایت پر مصّر اور مہربانی کا سلوک روا رکھے۔ بلکہ کچھ افراد کی مخالفت بھی ضروری ہے۔انبیاء (ع) روئے زمین پر بسنے والے تمام افراد پر مہربان اور ان سے محبت کرنے والے تھے، البتہ وہ "اشداء علی الکفار" بھی تھے، لیکن پہلے وہ کافروں کو پیار محبت سے خدا پرستی اور توحید کی طرف دعوت دیتے تھے اور ان کی خواہش یہی ہوتی تھی کہ گمراہوں کی ہدایت کریں، لیکن جب اس میں کامیاب نہ ہوتے اور کافر انبیاء (ع) کی ہدایت میں رکاوٹ نہیں بنتے تو انبیاءؑ بھی ان سے کوئی سروکار نہ رکھتے۔لیکن جب کافر اس بات میں رکاوٹ اور مانع بنتے تھے کہ انبیاء (ع) اپنی ہدایت اور نور کو لوگوں تک پہنچائیں تو پھر وہ ایسی رکاوٹ کو اپنی راہ سے ہٹا دیتے تھے۔انبیاء (ع) کا یہ عمل بھی درحقیقت ایک قسم کی محبت تھی، دوسرے مسلمانوں کی خاطر۔

ایک تنظیم سے تعلق رکھنے والے تمام برادران اور خواہران کو جاننا چاہیے کہ ان کی بنیادی ترین ذمہ داری میں سے آپس میں ایک دوسرے سے پیار و محبت اور مہربانی کا سلوک اور اسکے ساتھ ساتھ دوسرے افراد سے بھی پیار و محبت کا سلوک رکھنا ہے۔ توجہ رہے کہ اگر آپ ایک دوسرے پر تعمیری تنقید بھی کریں تو یہ بغض اور دشمنی کا موجب نہ بنے، ایک دوسرے کی نسبت کینہ کو اپنی دل میں آنے نہ دیں ، دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ افراد ان اخلاقی اصولوں کی پابندی نہیں کرتے اور جان لیجئے کہ یہ ایک اسلامی تنظیم کے اخلاق میں سے نہیں ہیں۔

اسلامی تنظیم کو درپیش اندرونی خطرات:

ایک بار پھر میں ان امور کی تکرار کروں گا کہ جس پر آپ لوگوں کو توجہ کرنی چاہیے کہ اگر تنظیم اسلامی اخلاق اور باہمی محبت اور ایک دوسرے کیلئے اچھے خیالات اور صاف دل رکھنے سے عاری ہو تو جان لیجئے کہ تنظیم کے افکار و پیغام کو پہنچانے کیلئے جس اتحاد اور وابستگی کی ضرورت ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا، یا وجود میں ہی نہیں آئے گا۔ اس بنا پر ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اسلامی اخلاق کو اپنائیں تا کہ دوسروں کیلئے مثالی نمونہ بن سکیں اور اپنی تنظیم کے اتحاد اور وحدت کی حفاظت کر سکیں۔

اگر آپ دیکھیں کہ کسی یونٹ میں آپ کا کوئی بھائی یا بہن اس طرح کام نہیں کرتا جس طرح آپ پسند کرتے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ آپ اسے ادھر ادھر اس کی برائی کرنے کا ہتھیار بنالیں۔ میں یہاں موجود برادران اور خواہران کے لیئے یہ بات نہیں کر رہا، آپ کے درمیان شاید ایک بھی ایسا نہ ہو کہ اس میں ایسی کوئی منفی صفت پائی جاتی ہو۔ بلکہ یہ تنظیمی طرز فکر ہے کہ جسے آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں، حتی آپ اگر اس کے مخاطب شمار نہ بھی ہوں۔

بعض افراد کسی تنظیم میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ ایک معمولی سی غلطی اور بہانے سے کسی کے خلاف محاذ بنا لیتے ہیں۔ جان لیجئے کہ یہ کام تنظیم میں گروپنگ اور دھڑے بندی کا باعث بنتا ہے اور یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کسی عہدے کے لیئے کسی فرد کا یا کسی تنظیمی عہدے دار کا نام لیا جائے تو فوراً اس کا کوئی عیب بیان کر کے اسے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر طے یہ ہو کہ آپ کسی

ایسے انسان کو قبول کریں کہ جس میں کوئی بھی عیب موجود نہ ہو تو ایسا انسان آپ کو کہاں سے ملے گا۔ یوں اگر آپ میرے عیوب کو تلاش کرنے لگ جائیں تو ایک بہت ضخیم کتاب مرتب کر لیں گے، لیکن آپ لوگوں نے مجھے قبول کر رکھا ہے۔(اس تنظیم میں) ہم نے ایک دوسرے کو ان عیوب اور نقائص کے ساتھ قبول کر رکھا ہے۔ایک ٹیم ورک اور گروہی صورت میں کرنے والے غیر معصوم افراد اسی نظریے کے تحت آپس میں تعاون کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے میں موجود نقائص اور عیوب قبول کریں گے۔مثلاً اگر آپ کے مشاہدے میں یہ بات آئے کہ جسے آپ پسند کرتے ہیں ایک دوسرا اسے پسند نہیں کرتا تو یہ آپ کی نظر میں اس کا ایک عیب شمار ہونے لگے گا۔لیکن کیا یہ اس بات کا موجب بننا چاہیے کہ آپ اسے بالکل جھٹلا دیں۔افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات تنظیموں میں دونوں طرف کچھ افراد ایسے موجود ہوتے ہیں جو دھڑے بندیوں اور جماعت میں ایک اور جماعت بندی جیسے مسائل پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔جان لیجئے کہ یہ تمام باتیں کسی بھی صورت میں تنظیم کی مصلحت میں نہیں ہیں اور یہ کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں ہیں۔اسلامی تنظیم کے اصول سب کے لیئے روشن اور واضح ہیں۔

ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایک مذہبی تنظیم و جماعت کی فعالیت و سیاست کا بنیادی اور اصلی محور اسلامی اصول وقوانین ہیں جن کی بنیاد پر اسے اتحاد و اتفاق اور ہم آہنگی کیلئے کام کرنا چاہیے ۔اگر کوئی یہ کہے کہ میں فلاں شخص کو فلاں سے زیادہ پسند کرتا ہوں اور دوسرا اس کے جواب میں یہ کہے میں بھی فلاں شخص کو فلاں سے زیادہ پسند کرتا ہوں اور وہ اس بات پر ایک دوسرے سے اختلاف کریں تو یہ تنظیمی اصولوں کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ اتحاد کو پارہ کرنے والا ہے اور کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں!

تنظیم سے تعلق رکھنے والے تمام بھائیوں اور بہنوں کو چاہیے کہ وہ اپنی تنظیم کی بھاری ذمہ داری کو پیش نظر رکھتے ہوئے تنظیم میں دوسروں سے متعلق اپنے حسن ظن اور محبت کو زیادہ کریں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے یونٹ میں سیاسی مسائل اور حالات پر بحث اور تجزیہ وتحلیل نیز اسلامی قوانین کے اوامر و نواہی پر گفتگو کے بجائے کسی خاص سیاسی تفکر اور سیاسی دھڑے بندیوں پر گفتگو شروع کر دیں! مثلاً ایک مدرسے کا ایک خاص تفکر ہے اور دوسرے میں ایک اور فکر رائج ہے، اب شروع کر دیں ایک دوسرے کی

بدگوئی، ہمارے مشاہدے میں ہے بعض افراد ایک جگہ بیٹھتے ہیں اور فلاں علمی شخصیت یا فلاں علمی فکر کی برائیاں شروع کردیں گے، ادھر سے اٹھ کر جائیں گے تو ایک اور شخص اور سیاسی جماعت کی بدگوئی میں لگ جائیں گے، حتی ایک مخصوص دھڑا بنا لیتے ہیں، البتہ ان میں اتنی پائیداری نہیں ہوتی لیکن ہر چیز کا مسئلہ بنا کر اس کی برائی شروع کردی جائے تو اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟

کچھ افراد تنظیم سے باہر کسی موثق اور معتبر آگاہی کے بغیر حالات و واقعات کی اپنی بیمار اور مریض ذہنیت سے تحلیل شروع کردیتے ہیں کہ جناب فلاں تنظیم تو دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی ہے، ایک اور کہے گا تین جبکہ تیسرا کہے گا چار حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے، ان میں سے ہر ایک ہر دھڑے کیلئے ایک سربراہ کا بھی تقرر کردے گا، فلاں کی فلاں سے نہیں بنتی، فلاں اسکا مخالف ہے، اور فلاں اسکا ایک نمبر مخالف ہے، فلاں دو نمبر اور یوں اس کام سے ایک اہم ترین، بڑی اور بہترین سیاسی جماعت کو معاشرے میں داغدار بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو لوگ تنظیم سے باہر رہ کر تنظیم کے داخلی معاملات کو زیر بحث لاتے ہیں، انہیں منہ کی کھانی پڑتی ہے۔

ممکن ہے کہ ایک ہی تنظیم میں آپ کو دو افراد ایسے ملیں کہ جن کے عقائد سو فیصد ایک جیسے نہ ہوں۔ کیا آپ دنیا میں دو انسان ایسے تلاش کرسکتے ہیں جن کے عقائد سو فیصد ایک جیسے ہوں! کیا ہم پانچ آدمی جو شروع سے اکٹھے ہیں اور حزب کی بنیاد ہم نے ڈالی ہے ہر چیز کے بارے میں ایک ہی طرح سے سوچتے ہیں؟ کیا ہماری آپس میں کبھی بحث نہیں ہوئی؟ شوری مرکزی میں شہید بہشتی، شہید باہنر اور دوسروں میں اختلاف رائے کبھی پیش نہ آیا تھا؟ بے شمار ایسے مواقع پیش آئے ہیں۔

اسلامی تنظیم کا بنیادی اصول:

انسان کا باہمی اشتراک، تعاون، اخوت اور آپس کی گفتگو کا مطلب یہ نہیں کہ سب کے سوچنے سمجھنے اور عمل کا انداز ایک جیسا ہو اور مسائل کے بارے میں سب کی تشخیص ایک جیسی ہو، انسانوں کا نقطہ نگاہ بعض اوقات ایک دوسرے سے مختلف اور مخالف ہوتا ہے لیکن عقلمند اور باشعور ترین انسان وہی ہوتے ہیں کہ جب وہ کسی دوسرے انسان کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو اختلافی اور معارض نقاط تلاش کرنے کے بجائے مشترک نقاط کو تلاش کرتے ہیں اور مشترک نقطہ کو مضبوط بناتے ہیں۔

دیکھیئے کہ قرآن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے۔ "قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم" اے اہل کتاب، اے یہود، اے نصاری، اے ہمارے قسم خوردہ دشمنو! تم سب آؤ، نہ کہ ہم سے دور چلے جاؤ، آؤ قریب آؤ، یہ ہے اسلام کا لہجہ "تعالوا"، کہاں آؤ "الی کلمة سواء بیننا و بینکم" آؤ اس محور پر جمع ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، آؤ مل کر اس پر جمع ہو جاتے ہیں، وہ محور کیا ہے؟ وہ توحید ہے: "ان لا نعبد الا اللہ و لا نشرک به شیئاً و لا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ"

جب اسلام یہود، نصاری سے کہہ سکتا ہے کہ آؤ ایک محور پر جمع ہو جاؤ تو کیوں ہم اپنے ایک مسلمان بھائی سے، امام کے پیروکار، تنظیمی سے یہ کہیں کہ چلے جاؤ! کیوں؟ یہ کون سی فکر ہے؟ آپ کی کوشش ہونی چاہیے کہ افراد کو جذب کریں۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ بعض افراد تنظیم میں رہتے ہوئے اپنی تنگ نظری سے تنظیمی اتحاد و وحدت کو مخدوش اور داغدار بناتے ہیں اور چپقلش اور باہمی کشمکش پیدا کرتے ہیں لیکن تنظیمی بہن بھائیوں کی اکثریت اس قسم کے اختلافی مسائل اور باہمی کشمکش سے دور ہیں، اگر سو فیصد نہ بھی ہوں تو اکثریت ان حرکتوں سے مبرّا ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو یہ اختلافی صورتحال پیدا کرتے ہیں، لیکن ان اختلافات اور کشمکش کے دونوں طرف موجود افراد کی اکثریت اچھی اور سالم فکر کی مالک ہے۔ یہ کچھ لوگ ہیں جو پہلے ایک طرف کے کچھ لوگوں کے پاس جا کر کسی دوسرے کے خلاف باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں، پھر انکے پاس جا کر انہیں پہلے والوں کے خلاف اکساتے ہیں۔ جبکہ خود تنظیمی برادران اور خواہران میں شاید اس قسم کے حقیقی اختلاف سرے سے موجود ہی نہ ہوں!

جبکہ کچھ لوگ موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں، کسی تنظیمی معاملے پر، کسی اخبار کے مقالے پر، ایک چھوٹے سے مسئلے پر، ایک تصویر پر، کسی اخبار کی سرخی پر، کسی وزیر کے منتخب ہونے پر کسی تقریر پر اور کسی کی زبان سے ادا ہونے والے ایک لفظ پر بے دلیل اختلافات کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیتے ہیں!

انشاءاللہ ہم اپنے تربیتی، سیاسی اور اقتصادی شعبوں کو اور مضبوط کرنے اور فعال کرنے کی کوشش کریں گے، تاکہ فکری مواد تیار ہو اور تنظیم کو مہیا کریں اور یہ شعبے تنظیم میں مرکزی حیثیت کے حامل ہوں تاکہ ان کے بل بوتے پر برادران اور خواہران تنظیمی سیٹ اپ اور اپنے اتحاد کو مزید قوی کر سکیں۔

میری آپ سب کو یہ نصیحت ہے کہ آپ سب تنظیمی برادران اور خواہران کو چاہیے کہ وہ حتی الا مکان اختلافات کوختم کریں۔ یہ بات جان لیں کہ اگر ایک دوسرے کی خطاؤں سے چشم پوشی اور درگذر نہ کریں گے تو تنظیم سے باہر دشمن آپ کی تاک میں بیٹھا ہے، اور ایک موقع کی تلاش میں ہے کہ تنظیم پر کاری ضرب لگائے اور اسے منہدم کردے۔ اب یہ دشمن جانتا ہے کہ وہ کیا کررہا ہے یا دوسروں کے ہاتھوں فریب میں مبتلا ہے؟ میں یہاں فی الحال کوئی یقینی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اگر تلاش کیا جائے تو ایسے افراد کا جو دوسروں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور جو خود مغرض ہیں کا پتا چلایا جا سکتا ہے، جو ہمیشہ تنظیم کوخراب کرنے کے موقعے کی تلاش میں رہتے ہیں، افواہیں پھیلا کر، غلط باتیں تنظیم سے منسوب کرکے، تنظیم کے عہدیداروں کو متہم کرکے یا تنظیم کے فیصلوں پر اعتراض کرکے اسے داغدار اور خراب کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ البتہ تنظیم کو مضبوط بنانا ہمارا فرض ہے، تنظیمی فعالیت کو بنیادی نوعیت کا کام سمجھتے ہیں۔ ہم خدا سے توفیق کی درخواست کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس بنیادی کام کو انشاءاللہ انجام دے سکیں۔

انشاءاللہ یہ توفیق پروردگار ہم سب کو عطا فرمائے کہ انقلاب کے اہداف اور اس کی آخری منازل تک زیادہ تیزی سے قدم بڑھا سکیں۔

☆☆☆☆☆

امام خمینیؒ اور رہبر معظم آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ کے تنظیم کے بارے میں نظریات

امام خمینیؒ اور رہبر معظم دامت برکاتہ تنظیم اور احزاب کے موافق ہیں بشرطیکہ یہ تنظیمیں اسلامی اہداف کو آگے بڑھائیں، انقلاب کی خدمت گزار ہوں اور استکباری طاقتوں کی آلہ کار نہ ہوں۔ 16 اکتوبر 2011ء کرمان شاہ میں اساتذہ اور طلبہ سے خطاب میں رہبر معظم آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ نے ارشاد فرمایا:

> ہم تنظیموں کے مطلقاً مخالف نہیں ہیں کہ کوئی یہ سوچے کہ ہم تنظیم اور تنظیم سازی کے مخالف ہیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔ انقلاب کی کامیابی سے پہلے ایک بڑی اور فعال تنظیم کی بنیاد خود ہم نے رکھی تھی، انقلاب کے اوائل میں اس تنظیم کو باقاعدہ شکل دی، امام خمینیؒ نے بھی اس کی تائید کی۔ چند سال بھرپور فعالیت انجام دی لیکن بعد میں کچھ وجوہات کی بنا پر اسے ختم کر دیا گیا، اسی وقت ہم پر یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ تنظیمیں معاشرے کے عمومی اتحاد کے خلاف ہیں۔ اس وقت میں نے ایک مفصل تقریر کی تھی جو بعد میں "اتحاد اور تنظیم" (۱) کے عنوان سے چھپی اور تقسیم ہوئی۔ تنظیمیں اتحاد کو نقصان پہنچائے بغیر بنائی جاسکتی ہیں یہ (اتحاد اور تنظیم) ایک دوسرے کے متضاد نہیں ہیں البتہ وہ تنظیم جو ہمارے مدنظر ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایسا نظام تشکیل دیا جائے جو لوگوں کی ان کے بلند اہداف کی جانب ھدایت و راہنمائی کرے۔

ہمارے پاس دو قسم کی تنظیمیں پائی جاتی ہیں: ایک وہ تنظیم جو لوگوں کے افکار کی ہدایت کیلئے اس

کو چینلائز کرتی ہے خواہ وہ فکری، سیاسی معنوں میں ہو، خواہ فکری دینی اور عقیدتی معنوں میں ہو، چنانچہ اگر کچھ کام کریں تو یہ اچھا کام ہے۔قصد یہ نہ ہو کہ وہ قدرت کو ہاتھوں میں لے لیں بلکہ معاشرے کو معرفت کی ایک سطح تک پہنچائیں، سیاسی اور عقیدتی دانائی کی ایک سطح تک پہنچائیں، یہ ایک اچھی چیز ہے۔البتہ وہ لوگ جو یہ توانائی رکھتے ہوں، طبیعی طور پر قدرت کے میدان میں اور قدرت کے انتخابات میں بھی صاحب رائے ہوں گے۔وہ جیت جائیں گے لیکن یہ ان کا ہدف نہیں ہے۔ یہ ایک قسم کی تنظیم ہے۔اور یہ موردتائید ہے۔

ایک قسم کی تنظیمیں، موجودہ مغربی تنظیموں کی تقلید ہیں۔موجودہ مغربی تنظیمیں قدرت کسب کرنے کے گروہ ہیں۔ تنظیم سے مراد یعنی کسب قدرت کا ایک مجموعہ۔ ایک گروہ اکٹھا ہو جاتا ہے اور اپنے سرمایے، پیسے اور مالی امکانات سے بہرہ مند ہوتے ہیں یا دوسروں سے کسب کرتے ہیں اور سیاسی جوڑ توڑ کرتے ہیں تا کہ قدرت تک پہنچ سکیں، ایک گروہ ان کا رقیب ہوتا ہے، جو ان سے ملتے جلتے کام انجام دیتا ہے تا کہ ان کو قدرت سے نیچے کھینچ سکے، اور خود ان کی جگہ حاصل کر سکے، اکثر تنظیمیں دنیا میں اس طرح کی ہیں۔اس وقت امریکہ میں جو دو پارٹیاں باری باری حکومت بناتی ہیں اسی قسم کی ہیں۔در حقیقت یہ قدرت حاصل کرنے کے لئے گروپس ہیں۔ میں اس قسم کی تنظیموں اور پارٹیوں کی تائید نہیں کرتا۔اس قسم کی تنظیم سازی، کا مطلب ہے قدرت کی کشمکش۔اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔لیکن پہلے معنی میں تنظیم، یعنی معاشرے میں درست فکر کو پھیلانا، اچھا ماحول فراہم کرنا خواہ وہ عقیدتی اور اسلامی فکر ہو یا وہ سیاسی فکر اور مختلف سطح پر افراد کو تیار کرنا ہو بہت اچھا ہے۔اور یہ ایک نامطلوب چیز نہیں ہے۔(۲)

رہبر معظم کی نگاہ میں تنظیمیں اور احزاب دو قسم کی ہیں: ایک جائز اور مشروع اور دوسری ناجائز اور نامشروع۔ جائز تنظیمیں وہ ہیں جو معاشرے کی فکری، عقیدتی، سیاسی ہدایت اور راہنمائی کا باعث بنتی ہیں، جن کا ہدف اقتدار اور طاقت کا حصول نہیں بلکہ خدمت کرنا اُن کا مقصد ہے جبکہ اس کے مقابلے میں وہ تنظیمیں ہیں جو مغرب کی تقلید میں بنائی گئی ہیں جن کا مقصد طاقت اور اقتدار کا حصول ہے (اور یہ ہر جائز و ناجائز طریقے سے ہدف تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہیں) پس یہ تنظیمیں ناقابل قبول ہیں۔

حزب جمہوری اسلامی کی تاسیس اور تحلیل:

حزب جمہوری اسلامی جو 1979ء میں امام خمینیؒ کے مشورے سے تاسیس کی گئی تھی اور 1988ء میں کچھ وجوہات کی بنیاد پر اسی کے ارکان نے خط لکھ کر امامؒ سے درخواست کی کہ اسے ختم کر دیا جائے۔امام خمینیؒ نے اس خط میں موجود وجوہات کے مطالعہ کے بعد منظوری دے دی کہ یہ تنظیم ختم کر دی جائے۔رہبر معظم آیۃ اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ نے جو خط (۳) حزب جمہوری اسلامی کو ختم کرنے کیلئے امام کو لکھا تھا اس کے اہم نکات یہ ہیں:

۱) جیسے کہ (رہبر عزیز امام خمینیؒ) مطلع ہیں کہ "حزب جمہوری اسلامی" کو اس کے بانیوں نے آپ کے ساتھ مشورے سے بنایا تھا۔

۲) یہ حزب اس وقت کے حالات کے تحت بنائی گئی تھی جب انقلاب کے آغاز میں بے شمار مسائل جیسے آگاہ اور مومن افراد کو جمع اور منظم کرنا، انقلابی فکر کو پھیلانا، کار آمد اور فعال افراد کی تربیت کرنا تاکہ ملک کی باگ ڈور سنبھالیں اور دشمنوں کے ایجنٹوں اور ملک میں انقلاب مخالف گروہوں کی سازشوں کو ناکام بنا سکیں۔

۳) مسلط کی گئی جنگ (ایران پر عراق کا حملہ) میں حزب جمہوری ملک بھر میں لوگوں کو جنگی محاذوں پر بھیجنے کا کام کرتی رہی۔

۴) انقلاب کے مختلف مراحل میں آپ سے راہنمائی حاصل کرتے ہوئے اس تنظیم کو منظم اور اس کی سیاست کے خدوخال تشکیل پاتے رہے۔

۵) اس وقت عوامی آگاہی اور سیاسی سوجھ بوجھ کی سطح بلند ہو چکی ہے لہٰذا اس تنظیم کی افادیت اس طرح سے نہیں رہی بلکہ ممکن ہے کہ یہ دھڑے بندیوں اور اختلاف کا باعث بن جائے (یعنی اب اس میں کچھ ایسے عناصر اور عوامل پیدا ہو چکے ہیں جو اختلافات کا باعث بن رہے ہیں)۔

۶) مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر مرکزی شوریٰ نے ایک طویل بحث وتمحیص کے بعد اکثریت رائے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس تنظیم کو توڑ دیا جائے۔اس سلسلے میں آپ کی رہنمائی درکار ہے۔

امام خمینیؒ نے اس خط کے جواب میں فرمایا کہ میں آپ کے فیصلے کے موافق ہوں اور یہ بھی یاد رہے کہ اس تنظیم کے بانی حضرات میرے پسندیدہ افراد ہیں۔امید ہے کہ تمام افراد اس حساس موقع پر اتفاق اور اتحاد کے ساتھ اسلام اور جمہوری اسلامی ایران کے اہداف کیلئے کوشاں رہیں گے۔

رہبر معظم کے اس خط سے یہ بات روشن ہوگئی ہے کہ حزب جمہوری اسلامی کی تاسیس امام خمینیؒ کی مشاورت سے انجام پائی اور امامؒ نے اس تنظیم کو نہیں توڑا بلکہ انحراف اور اختلاف کے پیش نظر خود اس کے اعضاء نے امامؒ سے اس کے توڑنے کیلئے اذن طلب کیا اور امامؒ نے موافقت فرمائی۔

لہٰذا یہ مفروضہ کہ امام خمینیؒ نے حزب جمہوری اسلامی کو توڑ دیا تھا چونکہ وہ تنظیموں کے مخالف تھے ،درست نہیں ہے۔

امام خمینیؒ ایک جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں: اس طرح نہیں ہے کہ ہر تنظیم بری ہوتی ہے یا ہر تنظیم اچھی ،معیار تنظیم کا نظریہ ہے۔اگر نظریہ (الٰہی نہ ہو) کوئی دوسری چیز ہو تو یہ شیطان ہے، چاہے وہ تنظیم جس نام سے بھی ہو۔

مندرجہ بالا قول سے امامؒ کا نظریہ واضح ہوتا ہے کہ امامؒ صرف ان تنظیموں کے مخالف ہیں جو غیر اسلامی ہیں یا مضر ہیں۔

امام خمینیؒ نے جہاں بھی تنظیموں یا احزاب کی مخالفت کی ہے وہاں ان سے مراد وہ تنظیمیں ہیں جو فتنہ گر ہیں یا استعمار کی پیدا کردہ یا ان کی آلۂ کار ہیں یا پھر منحرف ہو چکی ہیں۔لہٰذا وہ تنظیمیں جو دین کی سربلندی، ملت کے اتحاد اور ملک کی ترقی کیلئے کوشاں ہوں وہ امامؒ کی نگاہ میں قابل ستائش ہیں۔

حزب اللہ لبنان:

حزب لبنان کی تاسیس ،اس کے استحکام اور راہ و روش خود امام خمینیؒ اور رہبر معظم کے ہاتھوں انجام پائی، حزب اللہ کے سیکرٹری جنرل شہید علامہ عباس موسویؒ نے خود اس بات کا اشارہ اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ جب اسرائیل ہماری سرحدوں میں داخل ہوا تو ہم چند علماء کے ساتھ امام خمینیؒ کی خدمت میں آئے اور آ کر اپنی شرعی ذمہ داری پوچھی تو امامؒ نے اسرائیل کے مقابلے میں مزاحمت اور مقاومت کا حکم دیا جس کے نتیجہ میں حزب اللہ وجود میں آئی۔

امام نے رہبر معظم آیۃ اللہ خامنہ ای دامت برکاتہ کو اس وقت حزب اللہ لبنان کے تمام امور کا مسئول بنایا تھا اور کئی سالوں تک رہبر اس مسئولیت کو نبھاتے رہے۔آج بھی حزب اللہ " تنظیم "ہوتے ہوئے ولی فقیہ کے تابع ہے اور ان کی حمایت اور راہنمائی سے تمام امور کو انجام دیتی ہے اور رہبر معظم بھی حزب اللہ کو

اُمت مسلمہ کیلئے باعث افتخار قرار دیتے ہیں،تو کیا یہ اسلامی تنظیم کی مشروعیت کیلئے کافی نہیں ہے؟

کیا تنظیم پرستی بت پرستی نہیں؟:

ایک اعتراض تنظیم پر یہ کیا جاتا ہے کہ تنظیمی افراد، تنظیم پرست بن جاتے ہیں جو کہ ایک بُری چیز ہے اوراس سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔البتہ یہ بات درست ہے کہ بعض افراد معرفت اور بصیرت کی کمی اور دینی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے تنظیم پرستی شروع کردیتے ہیں یعنی وسیلے کو ہدف سمجھ بیٹھتے ہیں جو کہ غلط ہے لیکن کیا یہ آسیب فقط تنظیم کے ساتھ ہے،کیا ادارے اور شخصیات اس آسیب سے محفوظ ہیں؟ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ شخصیت پرستی اور ادارہ پرستی بھی اس ملک میں عام ہے۔کیا بعض شخصیات دین محور بنانے کے بجائے،لوگوں کو اپنے گرد جمع نہیں کرتیں؟۔تو کیا شخصیات اور ادارے نہیں ہونے چاہئیں؟ یا ان کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے اور اُنہیں الٰہی رنگ میں ڈھالنے کی ضرورت ہے، تنظیم بھی اسی طرح سے ہے۔

پس سمجھ میں آیا کہ تنظیم عقل، دین اور رہبریت کی رو سے اہم ہے اور اگر تنظیم اپنے الٰہی اہداف کی تکمیل کیلئے کوشاں رہے تو یہ معاشرے کی دینی ودنیاوی، مادی ومعنوی، ارتقاء اور کمال کیلئے ایک موثر ترین ذریعہ ہے۔

حوالہ جات

۱) وحدت اور تنظیم کے موضوع پر رہبر معظم کا خطاب (۱۹۷۹ء)

۲) کرمانشاہ یونیورسٹی کے طلباء سے رہبر معظم کا خطاب (۲۰۱۱ء)

۳) تنظیمیں اور سیاسی گروہ امام خمینیؒ کی نگاہ میں، آثار موضوعی امام خمینیؒ کتاب ۳۲

نصب العین

قرآن اور سیرت محمد (ص) و آل محمدؑ کی حقیقی تعبیر جو کہ خط امام خمینیؒ سے موسوم ہے کی روشنی میں امامیہ طلباء کی تربیت کرنا تا کہ وہ معاشرے میں اپنے بابصیرت کردار کے ذریعے امام زمانہؑ کے ظہور کی عالمی انقلابی نہضت کا ہراول دستہ ثابت ہوسکیں۔

اھداف

☆ نوجوان نسل کیلئے مختلف مراحل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے تربیتی کتب اور لٹریچر کی فراہمی۔

☆ نوجوان نسل کی نظریاتی وفکری تربیت کیلئے دین شناس مربی اور اساتذہ کی تیاری اور ان کی فراہمی۔

☆ عصر حاضر کی ثقافتی یلغار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک جاذب اور موثر نظام تربیت کا اجراء جو نوجوانوں کو طاغوت کا مقابلہ کرنے کی طاقت اور صلاحیت عطا کرے۔

☆ جوانوں کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات اور شبہات کے جوابات اور حل کیلئے خصوصی پروگرام تشکیل دینا۔

☆ نظام تربیت کو موثر اور پرکشش بنانے کیلئے جدید ذرائع سے استفادہ اور تعلیمی و تربیتی روشوں پر تحقیق کے شعبے کا قیام۔

نمایاں پروگرامات

☆ سلسلہ معارف اسلامی کورس سے تنظیم کے تمام کارکنوں کو گزارنا۔

☆ تعلیمی اداروں کے طلبہ کیلئے خصوصی موضوعات اور اساتذہ کا تعین اور ان کے ذریعے طلبہ کی علمی و معنوی پیاس بجھانا۔

☆ آئی ایس او شعبہ خواہران، محبین اور اسکاؤٹ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے خصوصی موضوعات کی فراہمی اور اس کا اجراء کرنا۔

☆ ادارہ تربیت کے تحت ڈویژنل نمائندگان اور اساتذہ کیلئے تربیت مربی کے جامع پروگرام کا اجراء کرنا۔

☆ مختلف تربیتی ورکشاپس اور کلاسز کیلئے ایک مستقل اور مرکزی تربیت گاہ کا اہتمام کرنا۔

☆ ہر ضلع میں دارالمطالعہ اور کتب خانے کا اہتمام کرنا۔

☆ ویب سائٹ کے ذریعے آن لائن (online) تربیتی کورسز کا اجراء کرنا

المھدی عليه السلام ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان